



روشناس

پیشانی ریاض احمد گویہ شاہی

سرفروش پبلیکیشنز پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

اس دورِ ابتلا میں جبکہ نوجوان طبقہ دین سے نا آشنا ہو گیا۔ اور پھر ستم ظریفی یہ کہ روحانیت کا منکر، علماء کا دشمن، اور پیروں فقیروں سے بدظن ہوتا چلا گیا۔ یہ قصور ان نوجوانوں کا ہی نہ تھا بلکہ ان کو نہ ہی اکثر علماء میں وہ عمل مل سکا اور نہ ہی اکثر پیروں فقیروں میں وہ روشنی نظر آئی جنکے قصے کرامتیں یہ کتابوں میں پڑھتے تھے، اس پر مستزاد یہ کہ چند ظاہر بین علماء اور خالی مشائخ نے بھی ان کرامتوں کو بے بنیاد اور ناممکن کہہ دیا، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ہر وقت اور ہر دور میں تین سو ساٹھ (360) اولیاء اللہ نہ صرف موجود رہتے ہیں بلکہ خدمتِ انسانی کے لئے ہمہ تن مصروف رہتے ہیں، جن کی وجہ سے دنیا قائم اور پُر رونق ہے۔ یہ صرف ہماری نظر کا قصور ہے۔

اب بھی ہزاروں بندگانِ خدا روحانیت میں موجود ہیں، اور ان میں کافی روشن ضمیر بھی ہیں، لیکن وہ نسخہ عام دوکانوں میں نہیں ملتا۔ اس بھری دنیا میں اب بھی ذاکرِ قلبی، ذاکرِ روحی، ذاکرِ سلطانی، ذاکرِ قربانی، ہمارے ساتھ روزمرہ کے کاموں میں لگن ہیں لیکن ہمیں کچھ خبر نہیں، انہی چیزوں کی شناخت اور اس نسخہ کو عام کرنے کے لئے ہم نے یہ سلسلہ تبلیغی و روحانی شروع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد و اعانت فرمائے۔ اور ہماری اس سعی کو قبول فرمائے۔

خیر اندیش

چیئر مین سرفروش پبلیکیشنز پاکستان

اسلام میں پانچ رکن ہیں۔ کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ

پہلا اسلامی رکن یعنی کلمہ دائمی ہے اور بنیادی بھی اور باقی چار وقتی ہیں۔ ایک حدیث شریف میں ہے (بحوالہ محکم الفقراء کلاں صفحہ 225)

من لم يؤد الفرض الدائم لن يقبل الله فرض الوقت

یعنی جو شخص فرض دائمی ادا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کے فرض وقتی کو بھی قبول نہیں کرتا۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ

افضل الذکر لا اله الا الله (ترمذی شریف)

ترجمہ: سب سے افضل ذکر لا اله الا الله یعنی کلمہ طیبہ کا ہے۔

زبانی مسلمان اقرار زبان سے ہے اور حقیقی مسلمان تب ہوگا جب تصدیق قلب بھی ہو۔ زبانی کلمہ پڑھنے والے تو لاکھوں کروڑوں ہیں لیکن زبان قلب سے پڑھنے والے چند ہی ہیں کیونکہ زبانی کلمہ پڑھنے والوں کو تہہ دل سے پڑھنے کا پتہ نہیں، یہی ایک نسخہ روحانیت ہے۔ یہ نسخہ سستا نہیں کیونکہ تہہ دل میں پہنچانے کے لئے نفس سے مقابلہ ضروری ہے۔ جب قلب کا منہ ایک دفعہ کھل جائے تو پھر بند نہیں ہوتا۔ اور وہ ہر وقت کلمہ پڑھتا رہتا ہے۔ چونکہ پورے کلمے کا مغز اسم ذات ہے، اس لئے کچھ سلسلے والے اسم اللہ ہی سے چلتے ہیں۔ جب لطیفہ قلب ہر وقت یا زیادہ وقت ذکر کرتا ہے تو دل گناہوں سے دھلنا شروع ہو جاتا ہے، اور جب دل ذکر اللہ کے نور سے صاف و شفاف ہو جاتا ہے، تب وہ اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت کے قابل ہو جاتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ: ان الله لا ينظر الى صوركم ولا اعمالكم ولكن ينظر الى قلوبكم ونياتكم

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہارے اعمال کو لیکن دیکھتا ہے تو تمہارے قلوب کو اور تمہاری نیتوں کو۔ (بحوالہ نور الہدی صفحہ 60)

جب کوئی شخص نظر رحمت میں آتا ہے تو دن بدن برائیوں سے دور اور نیکیوں میں سرور حاصل کرتا ہے، اور نیکی کی طرف رغبت بڑھتی ہے، اور اس وقت یا اس سے قبل اللہ تعالیٰ اسے صراطِ مستقیم کے لئے کسی کامل سے ملا دیتا ہے، جیسا کہ سورۃ کہف میں ہے ”جس کو گمراہ کرے ہرگز نہ پائے گا کوئی ولی مُرشد“ یاد رہے کہ دل اور قلب میں بڑا فرق ہے، دل ایک گوشت کا ٹکڑا (لو تھڑا) ہے جو جانوروں میں بھی عام ہوتا ہے۔ لیکن قلب ہفت لطائف میں سے ایک لطیفہ ہے جس کا تعلق روح انسانی کی طرح مخلوق سے ہے یہ محافظِ دل ہے۔ جب اسے جگایا جاتا ہے تو یہ طاقتور ہو کر جسم انسانی سے باہر نکل کر ارواح اور ملائکہ کی صفوں میں جا کر اس انسان کی صورت میں نمودار ہو کر اپنی زبان سے کلمہ پڑھتا ہے، جسے انسان حالت خواب یا مراقبہ یا مکاشفہ کے ذریعے دیکھتا ہے، یہ ہے تصدیق قلب کا راز اور اسی لطیفہ قلب کے ذریعے حضور پاک ﷺ کی محفلِ پاک نصیب ہوتی ہے، ذکر کے حلقے اور ضربیں اسی قلب کو جگانے کے لئے لگائی جاتی ہیں۔

جو لوگ اس علم سے بے بہرہ یا ذکر کے مخالف ہیں وہ کبھی بھی ظاہری عبادت یا ظاہری علم سے قلب تک نہیں پہنچ سکتے کیونکہ ظاہری علم کی انتہا بحث و مباحثہ و مناظرہ ہے جو مقامِ شری بھی ہو سکتا ہے کیونکہ بہتر (72 فرقے اسی ظاہری علم کی پیداوار ہیں اور باطنی علم یعنی قلبی عبادت کی انتہا محفلِ حضوری ﷺ ہے۔ جو ہر قسم کے شر سے محفوظ اور منزہ ہے۔

اس وقت مسلمان چھلکا کی مانند رہ گئے ہیں اور سینوں میں جو مغز تھا، وہ اسے سے محروم ہو گئے ہیں۔ وہی مغز اصل ہے، جس سے نماز میں لذت ذکر میں جنبش سخاوت میں پہل اور آپس میں اخوت و محبت تھی، اور دین کو پھیلانے کا مجاہدانہ جذبہ تھا۔ لیکن اس مغز کے ضائع ہونے سے یہ تمام چیزیں سینوں سے نکل گئیں۔ اور ان کی جگہ حسد، تکبر، بغض، کینہ، عداوت اور بغل نے لے لی، اب وہی مسلمان ایک دوسرے کا ان کی وجہ سے دشمن ہو گیا، حتیٰ کہ وہی مسلمان جو کافروں، عیسائیوں کو مسلمان بناتا تھا۔ اب ان کا جاسوس اور آلہ کار بنا ہوا ہے، اور بہت سے مسلمان اپنا مذہب چھوڑ کر کیمونسٹ اور عیسائی بن چکے ہیں اس لئے اب یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اسم ذات کا مغز مسلمانوں کے سینوں میں دوبارہ پہنچانے کی کوشش کی جائے، اور اس کام کو انجام دینے کے لئے ایک انجمن 1980ء میں تشکیل دی گئی ولہ الحمد۔ انجمن سرفروشانِ اسلام پاکستان میدانِ عمل میں نکلی تو لٹریچروں، لائبریریوں کے ذریعہ اولیاءِ کالمین کی تعلیم کو روشناس کرانے کے لئے محافلِ ذکر و فکر کا انتظام و انصرام کیا گیا ہے۔

ذرا سابقہ حالات کی طرف توجہ دیجئے کہ زیادہ تر اسم اللہ کا مغز کسی کامل کے ذریعہ ہی عطا ہوتا ہے بعض کو ایسی طور پر بھی نصیب ہو جاتا ہے۔ دونوں طرح حاصل کرنے کا طریقہ پیش خدمت ہے بہتر ہے کہ سب سے پہلے کسی کامل کو تلاش کرے یا اگر کہیں مُرید ہے تو ان سے اسم ذات کا قلبی ذکر مانگے، کامل ذات ایک ہی نظر سے، کامل ممت زیادہ سے زیادہ تین دن میں اور کامل حیات سات دن تک قلب کا منہ کھول کر ذکرِ قلبی بنا دیتے ہیں۔ اگر کوئی مرشد سات دن سے زیادہ نالِ مٹول سے کام لے تو بہتر ہے اس سے جدا ہو جائے اور اپنی عمر عزیز برباد نہ کرے، یا مرشد ناقص ہے یا اس کی اپنی زمین ناقابلِ کاشت ہے یا اس کا نصیبہ کہیں اور ہے۔

ایک عام مسلمان کے لئے پانچ ہزار روزانہ اور امام مسجد کی زکوٰۃ پچیس ہزار ہے تب اس کو مقتدیوں پر فضیلت ہے، غوث و قطب کا درجہ حاصل کرنے کے لئے بہتر ہزار کی زکوٰۃ ہے تب اس کو اماموں پر فضیلت ہے۔ اور فقیر کی زکوٰۃ سوالا کھ روزانہ ہے، تب اسے غوث و قطب پر فضیلت ہے۔

جب قلب کا منہ کھل جائے تو وہ ایک گھنٹہ میں چھ ہزار دفعہ اسم اللہ کا ذکر کر لیتا ہے، بعض کا بوقت تصور اور بعض کا بغیر تصور بھی ہو جاتا ہے ظاہری عبادت سکھانے، اور ظاہر میں چلانے کے لئے علماء ہی کافی ہوتے ہیں پیروں فقیروں کا کام باطنی محفلوں میں پہنچانا اور باطنی عبادت، یعنی قلبی، روجی، سری، نفسی وغیرہ سیکھانا ہے، اگر کوئی کامل نہ مل سکے تو اپنی قسمت کو آزمانے کے لئے کسی غوث، قطب یا شہید کے مزار پر جائے، پاک و صاف ہو کر ذکر انفاس یعنی سانس اندر لیتے وقت اللہ اور نکالتے وقت طو کی مشق کرے اور دل پر تصور کے ذریعے اسم اللہ جمانے کی کوشش کرے ذکر انفاس، حبس دم، ذکر خفی، ذکر جہر کی ضربیں یہ سب وسیلہ ذکر قلبی ہیں، جب قلب جاری ہو جائے تو اتنی محنت کی ضرورت نہیں رہتی قلب کے جاری ہونے کی پہچان یہ ہے کہ ذکر کے وقت قلب میں جنبش ہوگی، ذکر میں لذت آئے گی ممکن ہے کسی مہتمم کا دوران ذکر کشف بھی ہو جائے طبیعت خوش و خرم رہے گی، بغیر دھیان دیئے یا دھیان سے دل میں اللہ اللہ شروع جائے گی، سکون قلب میسر ہوگا، دنیاوی و نفسانی خیالات کم ہونا شروع ہو جائیں گے، اگر بات اس کے برعکس ہو جائے تو ذکر کی مشق ترک کر دینی چاہیے، جب تک کسی کامل سے اجازت نہ ہو جائے۔ کیونکہ ہر بوٹی لائق کیسے نہیں ہے۔ تنہا مقام پر بھی یہ مشق کی جاسکتی ہے لیکن اس کے لئے حصار ضروری ہے۔

لطیفہ نفس

سلسلہ نمبر 1: میں قلب کی وضاحت کی گئی۔ اب لطیفہ نفس کی وضاحت پیش خدمت ہے۔

لطیفہ نفس ساتواں اور سب سے ادنیٰ لطیفہ ہے اس میں تاثیر آب، ہوا، خاک اور آگ کی ناسوتی ہے۔ اس کی شکل جنات جیسی ہے۔ اور اس کی غذا بھی انہی کی طرح ناری ہے، اور یہ سوتے میں انسان کے جسم سے نکل کر (جسے خواب کہتے ہیں)، اپنے ہم جنسوں کی محافل میں گھومتا رہتا ہے۔ یہ انسان کی ناف میں مقیم رہتا ہے اور پیشانی تک اس کا تسلط ہوتا ہے۔
کلمہ طیبہ۔۔۔۔۔ آدم اور انکی اولاد کے لئے وسیلہ معافی سزا، وسیلہ تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس ہے۔ گواہ ایک دفعہ کلمہ طیبہ پڑھنے سے مسلمانوں کے زمرہ میں آگیا لیکن ناسوت کی نار سے بچنے اور قلب، روح، نفس کو پاکیزہ کرنے کے لئے اس کا یا اس کے مغز اسم ذات کا ذکر دائمی ہے۔ جس کی کم سے کم رعایت روزانہ پانچ ہزار ہے قرآن مجید میں ہے۔

قالت الاعراب امنائل لم تومنوا ولكن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم

ترجمہ: اعراب نے کہا کہ ہم ایمان لائے ہیں، اللہ نے جواب میں فرمایا اے محمد ﷺ ان سے کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے ہو، یوں کہو ہم اسلام لائے ہیں تب مومن کہلانے کے مستحق ہوں گے، جب ایمان تمہارے دلوں میں داخل ہوگا! (سورۃ الحجرات آیت 14)

جس اسم کے وسیلہ سے آدم کو معافی ہوئی وہ اسم آدم سے پہلے ہی کا تھا یعنی ابتدا اسم محمد ﷺ کے دیکھنے سے اور انتہا جسم محمد ﷺ کے آنے سے ہوئی تھی۔ تبھی تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہم دنیا میں آنے سے پہلے بھی نبی ہی تھے، سخی سلطان باؤ نے بھی رسالہ روجی شریف میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی روح مبارک آدم سے بھی 70 ہزار سال پہلے وصل یا تھی۔
لا الہ الا اللہ سے نبوت چلی یعنی آدم سے لے کر آپ ﷺ کے آنے تک نفی اثبات اور صفاتی اسماء کے ذکر تھے اور محمد رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہو گئی۔ یعنی اس کے آگے اور کچھ نہ تھا تبھی تو قرآن مجید کی سورۃ احزاب میں ہے۔

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اب جن لوگوں نے آپ ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نبی مانا یا اس کلمہ میں رد و بدل کیا وہ کافر ہو گئے۔۔۔۔۔ اور جھوٹے نبی کو مان کر اصل کی شفاعت سے محروم ہو گئے! جیسا کہ کچھ انسان شیخ صنعان اور کچھ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں۔

حضرت آدم اور باقی انبیاء علیہم السلام کے علاوہ حضور پاک ﷺ نے بھی غاروں کی سنت ادا کی، معدہ طعام سے خالی رکھا اور ذکر ذات سے نفس کی سرکوبی کی تبھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ شیطان جن بھی پیدا ہوتا ہے، صحابہ اکرامؓ نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ کے ساتھ بھی پیدا ہوا تھا فرمایا پیدائش ضرور ہوا تھا لیکن وہ میری صحبت سے مسلمان ہو گیا ہے۔“ یہ اشارہ اس نفس کی طرف تھا۔ ایک حدیث میں ہے کہ ”تم نفسوں سے جہاد کرو یہ جہاد اکبر ہے۔“ اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ہے۔
”فاقتلوا انفسکم“ ترجمہ: یعنی اپنے نفسوں کو قتل کرو۔

ایک جگہ فرمایا قد افلح من تزکھا و قد خاب من دسھا یعنی جس نے نفس کو پاک کر لیا وہ خلاصی پا گیا۔ (سورۃ الشمس آیت 9-10)

ان آیات و احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ خلاصی پانے کے لئے نفس سے جہاد ضروری ہے، اور اس دور میں جبکہ نفس نے انسان کو حیوان (گدھا) بنایا ہوا ہے اس سے جہاد ناممکن ہے خلاصی کیسے ہوگی۔ جب آدمی عالم ناسوت میں ہو اور کوئی گناہ نہ بھی کرے یعنی اسی طرح دن رات سوتا رہے تب بھی اس ناسوت کے اثر سے اس کا نفس قوی ہو جاتا ہے، اور وہی نار اس کے قلب کا منہ بند کر دیتی ہے۔ یعنی جالے بنے جاتے ہیں، حتیٰ کہ ایک دن لطیفہ قلب باہر سے نوری غذا نہ ملنے کی وجہ سے مرجاتا ہے اور نفس مکمل طاقت اور بغیر قلبی مداخلت کے اس کو اپنا غلام بنالیتا ہے وہ نفس عمارہ کہلاتا ہے چونکہ نفس کا تعلق شیطان سے ہے۔ اور پھر وہ جسم بھی اٹکا ہو جاتا ہے، اس وقت کسی کو کشف و الہام کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ جسے استدراج کہتے ہیں۔ اس لئے اس کی بچت کے واسطے حکم خداوندی ہے۔ فاذا ذکر واللہ قیاما و قعودا و علی

جنوبکم

ترجمہ: اللہ کا ذکر کرتے رہو کھڑے بھی، بیٹھے بھی، کروٹیں لیتے بھی۔ (سورۃ النساء آیت 103)

جب آدمی ہر وقت ذکرِ انفاس، ذکرِ خفی یا ذکرِ قلبی یا سلطانی وغیرہ کرتا ہے تو جو ناری غذا، ہوا یا پانی کے ذریعے جسم میں داخل ہوتی ہے۔ ذکر کے نور کی گرمی سے جل جاتی ہے اور وہ امانتیں جو اس ڈھانچے میں بند ہیں نار سے محفوظ رہتی ہیں حتیٰ کہ زیادہ ذکر سے وہ لطائف جاگ کر خود ہی ذکر کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس طریقہ سے نفس کو ناری غذا پہنچنا بند ہو جاتی ہے جب وہ بھوک سے مجبور ہوتا ہے تو باقی لطائف سے خوراک طلب کرتا ہے وہ اسکو اس وقت تک نوری غذا نہیں دیتے جب تک وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان نہ ہو جائے جب وہ مسلمان ہو جاتا ہے تو خود بخود ذکر میں لگ جاتا ہے۔ اور پھر نفس امارہ سے لوازمہ پھر ملہمہ پھر مطمئنہ کے درجے تک پہنچ جاتا ہے نفس امارہ کا حامل کافر ہوتا ہے، لیکن اگر کسی مسلمان کا نفس امارہ ہے، تو اس پر افسوس کہ نفس کی اصلاح نہ کرے کیونکہ وہ ظاہر میں مسلمان اور باطن میں کافروں کا ہم جلیس ہے۔ بے شک نفس امارہ والا مسلمان کافر تو نہیں لیکن ناپاک ضرور ہے اور انہی کے لئے حدیث شریف میں ہے کہ ”کچھ مسلمان ایسے بھی ہیں جو قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں لیکن قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔“ اور مسترآن مجید میں ہے ”ان نمازیوں کے لئے خرابی ہے جو نماز (حقیقت) سے غافل ہیں۔“ تبھی تو حضرت مجدد الف ثانی سرہندی فاروقی بھی اپنی مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ قرآن ان لوگوں کے پڑھنے کے لائق ہے جن کے نفس ہو او ہوس سے پاک ہو گئے! مقتدی کے واسطے ذکرِ افضل ہے اور منتہی کے واسطے قرآن پاک پڑھنا افضل ہے (از مکتوبات شریف) اس لئے ضروری ہے کہ پہلے نفس کی اصلاح کرے جو غار میں چھپا بیٹھا ہے اسے باہر کے ڈنڈوں یعنی عبادت سے کچھ اثر نہیں ہوتا، ظاہری عبادت سے قالب اور باطنی عبادت قلب اور نفس پاک ہوتے ہیں قالب کو سدھارنے اور غیب کی باتیں سنانے کے لئے علماء شریعت موجود ہیں۔ لیکن قلب کو سدھارنے اور غیب کی محفلوں تک پہنچانے کے لئے علماء طریقت ہوتے ہیں، یہ دونوں ایک دین اسلام کے دو بازو تھے، کچھ عرصہ علماء اور مشائخ دین کو اکٹھا چلاتے رہے، علماء درویشوں کے بیعت ہوئے اور درویش علماء کے شاگرد بنے۔ لیکن آہستہ آہستہ علماء بے عمل ہو گئے اور اکثر شیخ باپ دادا کی وراثت سمجھ کر بغیر عبور خالی ہو گئے دین کھوکھلا ہونا شروع گیا، علماء ناقص پیروں سے بیزار اور پیر بے عمل علماء سے نالاں اور امت دونوں سے بیزار ہو گئی۔ خالی پیروں نے غوث و قطب کے دعوے کیے بے عمل علماء مجدد اور نبوت کے جھوٹے دعویدار ہوئے۔ ہر دو خالی نے کشف و کرامات کا انکار اور اس کو بے اہمیت مسترار دیدیا، لیکن درحقیقت کشف و کرامات ہی ولی، غوث، قطب و مجدد کی پہچان ہے جو گاہے بگاہے اللہ تعالیٰ انکی تصدیق اور امت کے یقین کے لئے ظاہر فرماتا رہتا ہے۔ ولی کی پہچان یہ ہے کہ ظاہر میں لوگوں کو ذکر و فکر میں مشغول کراتا ہے اور باطن میں نوری محفلوں میں پہنچاتا ہے، اللہ اس کے طفیل بیماروں کو شفاء اور حاجت مندوں کی حاجتیں پوری فرماتا ہے نیز بیمار قلوب کا منہ کھول کر کشف القیو حتیٰ کہ کشف الحضور تک لے جاتا ہے مسئلہ یہ ہے کہ نبی کو نہ ماننے والا کافر ہے اور جھوٹی نبوت کا دعویدار بھی کافر اور اس کا متبع بھی کافر ہے، لیکن ولی کو نہ ماننے والا بے نصیب اور، کم بخت، اور فیض سے محروم ہے۔ جھوٹی ولایت کا دعویدار بھی کم بخت اور سخت گناہ کا مرتکب ہے، جنہوں نے بغیر راہ سلوک یا بغیر اجازتِ محمدی ﷺ کے غوث و قطب بن کر پیری مریدی شروع کر دی وہ لوگ سخت گمراہی میں ہیں۔ اور مسلمانوں میں بہتر (72 فرقے بنانے اور تخم روحانیت ضائع کرنے کے ذمہ دار ہیں، آج اس دور میں ظاہری علم کی انتہا ہو چکی ہے، جس کا نتیجہ بحث و مباحثہ، مناظرہ و مجادلہ و فرقہ بندی نکلا، لیکن باطنی علم جس کی انتہا محفل حضور پاک ﷺ تھی ناپید ہو گیا حضور پاک ﷺ کے زمانہ ظاہری میں مسلمان اس علم کو جانتے اور کرتے تھے، مائیں ذکرہ ہوا کرتی تھیں بچہ پیٹ ہی سے ذکر کا اثر لے کر آتا تھا، مائیں بچوں کو دودھ پلاتے، سلاتے وقت لوریاں اللہ ﷻ سے دیتی تھیں اور اس بچے کے نازک اندام اس اسم کو جذب کر لیتے تھے، جب بچہ ہوش و حواس میں آتا تو ذکر کے حلقوں میں خود بخود کھینچتا چلا جاتا اور ساتھ ساتھ تزکیہ نفس ہوتا رہتا، آج حقیقت اس کے برعکس ہے۔ گانا، ساز وغیرہ جن میں نفس کی غذا ہے کے ذریعے بچے کو سلایا جاتا ہے۔ اور سینماؤں، تھیٹروں میں بچوں کو لے جایا جاتا ہے۔ اور پھر وہ بڑے ہو کر اپنی نفسانی محفلوں کی بدولت شیطان کے مرید اور آلہ کار بن جاتے ہیں۔ اور اپنی ساری عمر جانوروں کی طرح گزار کر چلے جاتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے ”وہ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر!“ (اولئک لانعام بل هم اضل) (سورۃ اعراف آیت 179) لیکن شیطان کا مرید ہونے کے باوجود پھر دعویٰ امتی کرتا ہے چونکہ جس طرح نافرمان بیٹے کو باپ جائیداد سے لاقطع کر دیتا ہے۔ اسی طرح نافرمان امتی کو بھی حضور ﷺ بے تعلق کر دیتے ہیں۔ ایسے نفسانی لوگ نفس کی اصلاح میں اگر لگتے بھی ہیں تو کامیاب نہیں ہوتے، کیونکہ نفس ان پر مکمل سوار رہتا ہے جب تک کسی کامل کا سہارا اللہ تعالیٰ کا خاص فضل شامل نہ ہو تو کچھ نہیں بنتا۔

نفس نتواں کشت الا ظل پیر

دامن ایں نفس کش راسخت گیر

نفس امارہ والے کی نشانی یہ ہے کہ گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے بھی کسی طرح کارنج و ملال نہیں ہوتا بلکہ وہ خوشی اور فخر محسوس کرتا ہے۔ اور نفس لوازمہ کا حامل گناہ کے بعد افسوس کرتا ہے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔

نفس ملہمہ کے حامل سے اگر اتفاقاً کوئی گناہ سرزد ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے مقدس ارواح یا ملائکہ کے ذریعہ ڈرایا، یا پھر اشارہ دیا جاتا ہے۔ نفس مطمئنہ کے حامل انبیاء و اولیاء ہیں۔ نفس امارہ انسان کے اندر رگتے کی شکل میں ہوتا ہے۔ نفس لوازمہ گھوڑے کی شکل میں اور نفس ملہمہ بکرے کی شکل میں اور نفس مطمئنہ اسی انسان کی شکل اختیار کر کے حضور پاک ﷺ کی محفل میں شامل ہو جاتا ہے، تب وہ مرتبہ ارشاد پر فائز ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے نفس کی اصلاح میں لگتا ہے تو یہ شیطانی نفس کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ اسے حالتِ خواب، مراقبہ یا مکاشفہ کے ذریعے دکھائی جاتی ہیں۔

لطیفہ روح

سلسلہ نمبر 2: لطیفہ نفس کے متعلق تھااب لطیفہ روح کی وضاحت کی جا رہی ہے۔

ایک دن اللہ تعالیٰ کو خیال آیا کہ میں خود کو دیکھوں سامنے جو عکس پڑا تو ایک روح بن گئی، اللہ اس پر عاشق اور وہ اللہ پر عاشق ہو گئی، یہ واقعہ آدم کا جسم بنانے سے 70 ہزار سال پہلے کا ہے، تبھی آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں دنیا میں آنے سے پہلے بھی نبی تھا۔ اور اس وقت بھی نبی تھا جب آدم کا وجود نہیں تھا۔

پھر اللہ نے اس روح کی تعظیم اور خود کی پہچان کی خاطر زمین و آسمان بنائے، حوریں، فرشتے سجائے **لولاک لما خلقت الافلاک** ”اگر آپ نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان پیدا ہی نہ کرتا۔“

پھر امر ربی ہوا اور عالم عنکبوت میں بے شمار روحمیں پیدا ہو گئیں پھر اللہ ان روحوں سے مخاطب ہوا۔

الست بربکم کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا ”بلی“ یعنی ہاں۔ (سورۃ الاعراف آیت نمبر 172)

پھر ان کو دنیا اور اس کی لذات دکھائی گئیں، بہت سی روحمیں دنیا کی لذات کی طلبگار ہوئیں، اور بہت سی اللہ کی طلبگار ہوئیں۔

ان کا اقرار انکی تقدیر ازل بن گئی، اب روحوں کو دنیا میں ظاہر کرنے اور ان کے اقرار کا امتحان لینے کے لئے مٹی کا بت بنایا گیا، اس میں روح ڈالی حرکت شروع ہو گئی اور اس کے ذریعہ انسانوں کے روپ میں روحمیں زمین پر آنا شروع ہو گئیں۔

جب آدم کی روح جسم میں داخل ہوئی تو اس نے ”یا اللہ“ کہا تھا اور سینے کے دائیں جانب اس نے اپنا مسکن بنالیا۔ اور یہی ذکر روحوں کے لئے مخصوص ہو گیا۔ جب ماں کے پیٹ میں نطفہ پڑتا ہے تو اس کے خون کو اکٹھا رکھنے کے لئے روح جمادی پڑتی ہے۔ اور پھر خون کو بڑھانے کے لئے روح نباتی پڑتی ہے چھ ماہ کے بعد روح حیوانی پڑتی ہے جس کے ذریعے بچہ پیٹ میں حرکت کرتا ہے، ان روحوں کا تعلق ناسوت سے ہی ہے، جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو روح انسانی نظام قدرت کے تحت عالم عنکبوت سے لا کر بمعہ لطائف جسم میں ڈال دی جاتی ہے اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے انسانوں اور حیوانوں میں فرق صرف انہی روحوں سے ہے۔

جسم چلنے پھرنے کے لئے روح کا محتاج تھا۔ اور روح خوراک کے لئے جسم کی محتاج ہو گئی عالم ناسوت صرف جنات کے لئے تھا۔ یہاں کی آب و ہوا میں ان کے مزاج کے مطابق نار تھی وہی نار غذا اور سانس کے ذریعہ جسم میں داخل ہوئی، عرصہ بعد لطیفہ قلب کو کمزور یا ختم کرنے کے بعد روح تک پہنچی اور ایک دن روح بھی سراپا نار یعنی شیطان بن گئی، اس کے معاون لطائف مر گئے، اور لطیفہ نفس کے جسے طاقت پکڑ گئے۔ مرنے کے بعد روح تو برزخ میں چلی گئی لیکن وہی نفس کے جسے شیطان کے ٹولے میں مل کر مخلوق خدا کو نقصان پہنچانے لگے جن کو بد روحوں کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ناری غذا کے ساتھ جب ناری کلمات کو بار بار پڑھا جاتا ہے، تو وہ جادوگر بن جاتے ہیں، ان کے اندر کی تمام رحمانی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں اور شیطانی اور حیوانی طاقتیں اجاگر ہوتی ہیں۔ اس وقت اس کی نسبت اور دوستی ابلیس اور اس کی قوم سے ہو جاتی ہے جنکے ذریعہ وہ عجیب عجیب تماشے دکھاتا ہے۔ لوگوں کو نفع و نقصان پہنچاتا ہے کئی ہوا میں اڑتے ہیں اور کئی پانی پہ چل سکتے ہیں ان کا نفس امارہ بن جاتا ہے۔ نفس امارہ کافروں میں ہوتا ہے اور یہ بھی مثل کا منس رہی کہلاتے ہیں ان لوگوں میں خوف خدا، خوف قبر سب ختم ہو جاتا ہے، گناہ کبیرہ اور مخلوق کو ستا کر خوش ہوتے ہیں۔

دوسری قسم کے جسم جو نہ ناری کلمات پڑھتے ہیں۔ اور نہ ہی نوری کلمات پڑھتے ہیں ان کی روح بھی دن بدن کمزور ہوتی رہتی ہے، اس کے معاون لطائف بھی بے جان ہو جاتے ہیں، نتیجہ یہ کہ نفس کا تسلط ہو جاتا ہے، چونکہ ان میں کچھ رحمانی طاقتیں دبی ہوئی ہوتی ہیں اس لئے کبھی کبھی خوف خدا بھی آتا ہے، عبادت کا خیال بھی آتا ہے، لیکن غلبہ نفس کی وجہ سے ارادے کی تکمیل نہیں ہوتی۔ اگر کچھ عبادت کر بھی لیں تو قلب کا منہ بند ہونے کی وجہ سے روح تک نہیں پہنچتی ان کی عبادت بھی بے لذت اور بے کیف ہی ہوتی ہے، انہیں اگر کوئی کامل مل جائے تو ان کی تقدیر پلٹ سکتی ہے۔

جمادی، نباتی اور حیوانی روحوں کا تعلق اسی ناسوت سے ہے، یوم محشر اور حساب کتاب سے انہیں کوئی واسطہ نہیں ہوتا، دنیا میں گھومتی رہتی ہیں۔ ایک جسم کو چھوڑا دوسرے میں داخل ہو گئیں، لیکن روح انسانی ایک ہی جسم کے لئے مخصوص ہے، ملائکہ کے ذریعہ جسم میں داخل کی جاتی ہے۔ پھر کراما کا تبین اس کی دیکھ بھال اور حساب کتاب کے لئے جسم کے دائیں بائیں ہو جاتے ہیں ملائکہ ہی اسے اپنی تحویل میں برزخ لے جاتے ہیں، اگر روح صالح تھی تو وہاں آزاں رہتی ہے، بارہ سال تک دنیا میں گاہے بگاہے آتی رہتی ہے اس کے بعد دنیا سے سلسلہ منقطع کر کے علین سے ہی مانوس ہو جاتی ہے۔ البتہ کسی کامل کی طلب پر اسے ملائکہ کے ذریعہ حاضر کیا جاتا ہے۔

تیسری قسم کے لوگ خواص سے تعلق رکھتے ہیں، انکی روحوں نے وہاں اللہ کی محبت کا اقرار کیا، دنیا میں آکر وہی اقرار ان کی طلب بن گیا اور وہ اللہ کے لئے وسیلہ ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئے۔ ایک وسیلہ قرآن پاک سے ہے جو علم ظاہری، قالب اور نفس کو سدھارنے سے متعلق ہے، ”ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین“ (سورۃ بقرہ آیت 2) اس کتاب میں کوئی شک نہیں، پرہیزگاروں کو ہدایت کرتی ہے۔

یہ علماء کے حصے میں آئی، اور علماء کی زبان سے ہی لوگوں کو ہدایت ہوئی اس کو مقام شنید اور شریعت کہتے ہیں۔

دوسرا وسیلہ حضور پاک ﷺ کی صحبت اور محبت ہے۔ چونکہ محبت کا تعلق دل سے ہے دل سے دل کو راہ ہوتی ہے۔ آپ کے دل کا نور اس کے دل میں داخل ہوا اور وہ نور سے ہی ہدایت پا گئے، چونکہ دل کا تعلق باطن سے ہے اور وہ باطنی اسرار کے واقف ہوئے اس کو طریقت کہتے ہیں اور اس کا مقام دید ہے یہ لوگ اولیاء اللہ کہلائے اور ان کی صحبت میں بیٹھنے والوں کو بھی نور سے ہی ہدایت ہوئی جیسا کہ ”یھدی اللہ لنورہ من یشاء“ ترجمہ: اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے نور سے ہدایت دیتا ہے۔ (سورۃ النور آیت 35)

ایک بستی میں کچھ لوگ شریعت کے اور کچھ لوگ طریقت کے حامی تھے، حضرت عبداللہ ابن مبارک مروزی جنہیں ظاہری اور باطنی علوم پر عبور تھا شریعت والوں کو علم القرآن سے سدھارا اور طریقت والوں کو ذکر اللہ سے پہنچایا تب سے آپ کو راضی القریٰین کہا جاتا ہے۔

لیکن اکثر شریعت کے علماء اور طریقت کے فقیروں کا آپس میں اختلاف ہی رہا، ایک دوسرے کے اوپر نقطہ چینی ہی کرتے رہے، عالم نے کہا کہ علم فقہ و حدیث یا ذکر دین اسی میں ہے فقیر نے کہا اللہ کا ذکر بے شمار کرو نہ نادانی ہے۔ عالم نے کہا فقیر دیوانہ ہے فقیر نے کہا عالم رب سے بیگانہ ہے علم ظاہری اور علم باطنی کا ایک ثبوت قرآن مجید میں خضر اور موسیٰ سے متعلق ہے۔

ایک اور روایت ہے کہ مولانا جلال الدین رومیؒ سے قلمی کتاب کے متعلق جب شاہ شمس تبریزؒ نے پوچھا، یہ کیا ہے مولانا نے فرمایا یہ وہ علم ہے جسے تم نہیں جانتے جب شاہ شمسؒ نے وہ کتاب پانی کے حوض میں پھینک دی تو مولانا برہم ہوئے انہوں نے کہا گھبراؤ مت میں ابھی نکالتا ہوں، جب پانی سے کتاب نکالی تو وہ خشک تھی۔ تب مولانا نے حیرت سے پوچھا یہ کیا ہے، فرمایا یہ وہ علم ہے جسے تم نہیں جانتے۔

جب دل میں نور اترتا، پھر دل سے روح کو روح سے سری کو اور سری سے خفی کو خفی سے اخفی کو اور اخفی سے لطیفہ انا کو پہنچا۔ پھر جو بھی نار باہر سے آئی ان لطائف نے اس کو حبلادیا حتیٰ کہ نفس بھی ناری غذا سے محروم ہو گیا، اور اس نے زندہ رہنے کے لئے کلمہ پڑھ لیا۔ اور کلمے کا نور اس کی غذا بن گئی، وہ امارہ سے پھر الہامہ اور پھر مطمئنہ کے درجے پر پہنچ گیا اور یہ روح بھی سراپا نور بن گئی، حدیث شریف میں ہے کہ جس کی زبان پر مرتے وقت کلمہ شریف ہوگا، بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوگا (مسلم شریف)۔ لیکن اکثر مرتے وقت حالت سکرات میں زبان پہلے ہی بند ہوتی ہے، لیکن جن کے قلوب کی دھڑکن اللہ اللہ میں ضم ہوگئی ان کے قلوب کے منہ بند نہیں ہوتے۔

حال ہی میں ترکی کے ایک شخص کے دل کا آپریشن ہوا، دل کے اوپر نمایاں لفظ ”اللہ“ لکھا ہوا تھا اور اس کی خبر اور تصویر پاکستان کے اخباروں نے بھی شائع کی، خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی کو نقشبند اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ اپنی روحانی طاقت سے لوگوں کے دلوں پر لفظ ”اللہ“ نقش کر دیتے تھے جسے لوگ مراقبہ، خواب یا کشف کے ذریعے دیکھتے تھے۔

قرآن مجید بھی گواہ ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے دلوں پر ایمان لکھ دیا (اولئک کتب فی قلوبہم الایمان) (سورۃ المجادلہ آیت 22) جب ایسا آدمی دنیا سے گیا۔ منکر نکیر قبر میں سوال کے لئے آئے روح کو نور سے چمکتا پایا، اسم اللہ دل پر لکھا دیکھا خاموش ہو گئے کہنے لگے، اے بندہ خدا آرام سے سو جا ہمیں شرم آتی ہے کہ تجھ سے کوئی سوال کریں تیرے اعضاء خود گواہی دے رہے ہیں، قبر دیکھتی ہے کہ اس سے منکر نکیر نے بھی سوال نہیں کیا کہیں مجھ سے باز پرس نہ ہو جائے، وہ کشادہ ہو جاتی ہے اور اسم اللہ کے نور سے قبر منور ہو جاتی ہے اس کے بعد امان نامی فرشتہ آتا ہے جس نے روح کو برزخ میں پہنچانا ہوتا ہے۔ منکر نکیر سوال و جواب کا نمبر کفن پر لکھ جاتے ہیں، لیکن اس کا کوئی نمبر نہیں ہوتا۔ وہ روح کو رضوان کے پاس لے جاتا ہے کہ اسے جنت میں داخل کر دو رضوان نمبر طلب کرتا ہے امان کہتا ہے اس کا کوئی حساب کتاب نہیں اس کی چمک ہی اس کا نمبر ہے اس طریقے سے وہ روح بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جاتی ہے اور اس کے نفس کے جسے جمادی اور نباتی رو میں نوری طاقت میں آنے کی وجہ سے اس کی قبر میں ہی رہتے ہیں، نماز، تلاوت، ذکر و فکر کے علاوہ لوگوں کو ناسوتی فیض بھی پہنچاتے ہیں اور قلب کے جسے ملکوت میں مسکن بنا لیتے ہیں اور لطائف اپنے اپنے مقامات پر اسی انسان کی شکل میں چلے جاتے ہیں جیسا کہ جب حضور پاک ﷺ معراج کے وقت موسیٰ کی قبر سے گزرے تو دیکھا کہ موسیٰ نماز پڑھ رہے تھے، جب آپؐ فوراً ہی آسمان پر پہنچے تو وہاں پر موسیٰ کو پایا۔

یہ لطائف ہر انسان میں ہوتے ہیں۔ ذکر و ریت اور ان کی ضربوں سے جاگتے ہیں۔ پھر ان کی پرورش اور تعلیم سے ہی اس مقام پر پہنچا جاسکتا ہے۔ بغیر پرورش اور غذا کے یہ لطائف سینے میں ہی ضائع ہو جاتے ہیں اور جن کی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات تھا ازل المخلوقات بن جاتا ہے۔

اس دنیا میں امتی کی پہچان نام، عمل، شکل اور کلمہ طیبہ سے ہے لیکن وہاں پہچان چمک دمک سے ہے، جیسا کہ عیسیٰ کی امت کی رو میں یا قدوس، موسیٰ کی امت کی رو میں یا رحمن، سلیمان کی امت کی رو میں یا وہاب اور داؤد کی امت کی رو میں یا دود کے نور سے چمک رہی ہوں گی۔

اور یہ رو میں جو اسم ذات کے نور سے چمک رہی تھیں وہی امت محمد ﷺ سے ہیں، جو رو میں بغیر کسی چمک کے اپانچ یا کمزور یا ناری ہوں گی وہ کبھی بھی کسی امت میں متصور نہ ہوں گی، بلکہ اس امت میں جاسوس تصور کی جائیں گی۔

جیسا کہ قرآن میں ہے۔

ام حسب الذین اجترحو السیات ان نجعلہم کالذین امنوا! (القرآن)

ترجمہ: جن لوگوں نے بدکاری کو اپنا شیوہ بنایا، کیا انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ ہم انہیں مومنوں کے برابر کر دیں گے۔ (سورۃ الجاثیہ آیت 21)

قیامت کے دن اسرافیلؑ صور پھونکیں گے، ہر ذی روح نباتی، جمادی، حیوانی، انسانی، جن، فرشتے، لطائف، جسے سب ختم ہو جائیں گے دوبارہ جب صور پھونکیں گے، تو صرف انسانی، جناتی رو میں ملائکہ دوبارہ زندہ ہوں گے، لطائف جسوں کی عبادت روحوں کو تبدیل ہو جائے گی۔ جس سے ان کے مراتب بڑھ جائیں گے، روحوں کو نئے جسم دیئے جائیں گے جو نہ مریں گے نہ جلیں گے۔ کچھ رو میں ان جسموں سے جہنم میں اور کچھ بہشت میں داخل کی جائیں گی۔

بہشت والے حوروں سے مجامعت کر سکیں گے، جنت کے میوہ جات کھاپی سکیں گے، لیکن ناپاک نہ ہوں گے، جس طرح کچھ عرصہ آدم اور اماں حوا نے جنت میں گزارا۔ ان جسموں سے پہلے جو رو میں برزخ میں ہیں، ان میں زن و مرد کا کوئی امتیاز نہیں۔ اور نہ ہی زن و مرد والی کوئی بات ہے۔

جب روح نوری غذا سے جوان ہو جاتی ہے تو جسم سے مراقبہ کے ذریعہ عالم جبروت تک پہنچ سکتی ہے وہاں کی روحوں اور ملائکہ سے مانوس ہو جاتی ہے، ایسا شخص جبروتی کہلاتا ہے۔ یہ ولایت کا دوسرا درجہ ہے اور یہ قدم ابراہیم سے ہے جبروت میں سدرۃ المنہجی سے ذرا نیچے بیت المعمور ہے، جہاں سب فرشتے اور صالح ارواح اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ خانہ کعبہ بیت المعمور کی نقل ہے، ابراہیم کو کشف میں دکھایا گیا تھا، تب آپ نے اسی کے مطابق اس کی بنیاد رکھی تھی۔ اللہ تعالیٰ بیت المعمور کی مخلوق سے بذاتِ خود بذریعہ آواز ہمکلام ہوتا ہے جب سیدنا غوث اعظمؒ کی روح مبارک کا جنگل میں مراقبہ لگتا۔ وہاں کے ڈاکو آپ کو مردہ سمجھ کر قبر میں دفنانے کے لئے لے جاتے لیکن دفن ہونے سے پہلے ہی آپ بیدار ہو جاتے کئی بار ایسا ہوا۔

روحیں عالم عنکبوت میں بارہ سالہ بچہ کی عمر میں اکٹھی رہتی ہیں جب دنیا میں آتی ہیں تو اس عالم کی باتیں بھول جاتی ہیں، جب دنیا میں آکر برزخ میں جاتی ہیں تو اسی جسم کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور جب برزخ سے زمین پر آتی ہیں تو سفید اور سبز پرندوں کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور صورت پھونکنے کے بعد روحیں سب رشتے ناطے بھول جائیں گی، نئے جسم ہونگے نئی شکلیں ہونگی، نہ اولاد ہوگی نہ ہی بڑھاپا آئے گا، بس یہی اک افسوس ہوگا کہ دنیا میں جو لمحہ ذکر اللہ سے خالی گزرا ”کاش ایسا کبھی نہ ہوتا“ انہی علوم کی پہچان کیلئے کتاب مینارہ نور کی بھی اشاعت کی گئی ہے جو مسلمان کیلئے ایک مشعل راہ ہے۔

دعا گو

حضرت سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی مدظلہ العالی

المركز روحانی، انجمن سرفروشان اسلام پاکستان

خورشید کالونی، نزد خدا کی بستی

کوٹری ضلع دادو فون: 0221-870735

اقسام بیعت

پہلی قسم کی بیعت: کسی کامل سے دست بیعت ہونے کے بعد فیض کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اس قسم میں صرف نسبت یا منسلک ہونے سے خاص فیض نہیں ہوتا یہ سلسلہ ہر دور میں موجود ہوتا ہے لیکن اصل کا ملنا محال ہے۔ جیسا کہ ایک شخص کو قادری ولایت ملی اور وہ غوث یا قطب ہوا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا لڑکا گدی نشین ہوا پھر اس کا لڑکا اور یہ سلسلہ اس طرح چلتا رہا۔ لیکن ضروری نہیں کہ باپ بھی غوث بیٹا بھی غوث حتیٰ کہ ساری نسل غوث ہی ہو کیونکہ ولایت وراثت نہیں بلکہ خدا داد ہے اور اس کامل کے خلفاء کی اولاد بھی نسل در نسل گدی نشین بن گئی اب یہ سارے قادری بزرگ ہی کہلائیں گے ان میں کئی ورد و وظائف کے عامل اور کئی ظاہری عالم بھی ہونگے۔ لیکن خود کو فقیر کہلائیں گے۔ جو کہ فقر کی بو سے بھی آشنا نہ ہونگے کوئی غوثیت اور کوئی قطبیت کے دعوے میں ہوگا پھر اصل کو ٹھکرائیں گے اور جھٹلائیں گے اس قسم کی ہزاروں گدیاں اور سجادے اور ہزاروں غوث و قطب ہر شہر میں ہر وقت ملیں گے۔

جبکہ ایک وقت میں ایک ہی غوث و تین قطب ہوتے ہیں ان لوگوں سے بیعت ہونا بیکار ہے اس بیعت سے بہتر تھا کہ کسی ولی کی صحبت میں ایک لمحہ گزار دیتا شاید اصحاب کہف کے کتے کی طرح صرف صحبت سے ہی حضرت قطمیر بن جاتا۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

دوسری قسم کی بیعت: سلسلہ اویسہ کے کسی کامل سے ذاتی منسلک ہونے یا نسبت سے ہی فیض شروع ہو جاتا ہے لیکن یہ سلسلہ کبھی کبھی آتا ہے اس لئے اس کی شناخت بھی محال ہے۔ کامل چاہے اسے بیعت کرے یا نہ کرے لیکن وہ اویسی بیعت میں آ جاتا ہے اور طالب کہلاتا ہے کامل کے ذمہ اور نظر میں اس وقت تک رہتا ہے۔ جب تک کامل اس کا رخ کسی دوسری طرف نہ پھیر دے۔

حضرت اویس قرنیؓ کو بھی بغیر دست بیعت کے حضور پاک ﷺ سے فیض تھا حضرت ابو بکر حواریؓ کو بھی حضرت ابو بکرؓ سے اویسی فیض تھا۔ ان سے باقاعدہ سلسلہ حواریہ چلا بایزید بسطامیؒ کو بھی حضرت امام جعفر صادقؑ سے اویسی فیض تھا ان سے بھی سلسلہ بسطامی چلا۔ سخی سلطان باہوؒ کو بھی حضور پاک ﷺ سے اویسی فیض تھا۔ راہ سلوک میں کچھ منازل پانے کے بعد آپ اپنی والدہ کے بے حد اصرار پر حضرت عبدالرحمنؓ سے بیعت ہوئے جس کی آپ کو ضرورت نہ تھی آپ لوگوں کو بھی بغیر دست بیعت کے فیض پہنچاتے اور نظروں سے مسلمان بناتے اور اللہ تک پہنچاتے۔ اگر کسی کو کسی کامل سے قلب اور سینے کا روجی فیض ہو جائے تو وہ خود بخود اس کے سلسلہ میں پیوست اور ولایت میں ضم ہو جاتا ہے۔

نماز حقیقت اور نماز صورت میں فرق

نماز صورت کا تعلق زبان سے ہے۔ بہتر 72 فرقے والے یہی نماز پڑھتے ہیں۔ خوارج بھی، منافق بھی اور جن پر علمائے اسلام نے کفر کا فتویٰ دیا وہ قادیانی بھی یہی نماز پڑھتے ہیں۔ حتیٰ کہ کافر جاسوس بھی ایسی نماز پڑھ پڑھا کر چلے گئے۔ حضور پاک ﷺ کے زمانے میں ایک پری نے شیطان کو بھی نماز پڑھتے دیکھا تھا۔ اگر ایسی نماز جنت کی کنجی ہے تو پھر سارے ہی جنتی ہوئے۔ جبکہ حدیث شریف میں ہے کہ ”ایک فرقہ صحیح اور جنتی ہوگا۔“

نماز حقیقت کیا ہے۔ اس کا ملنا بہت مشکل ہے۔ اور اس کو صرف اہل دل پاسکتے ہیں۔ نماز حقیقت کیلئے تین (3) شرطیں ہیں۔ ایک کی بھی کمی سے نماز نامکمل ہے۔

اول: زبان اقرار کرے زبان سے ادائیگی ہو کیونکہ کافروں کی زبان اقرار نہیں کرتی۔

دوم: قلب تصدیق کرے یعنی زبان کے ساتھ ساتھ قلب بھی نماز پڑھے یا صرف دوران نماز قلب اللہ اللہ کرتا رہے کیونکہ منافقوں کے قلب تصدیق نہیں کرتے۔ دوران نماز قلب اللہ اللہ تب کرے گا جب دل کی ہر دھڑکن کو اللہ اللہ میں تبدیل کر لیا جائے جسے ذکر قلبی کہتے ہیں۔

سوم: جسم بھی عمل کرے یعنی نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ رکوع و سجود کرے کیونکہ فاسقوں کے جسم عمل نہیں کرتے نماز میں ایک اور کڑی شرط ہے کہ ہم اللہ کو دیکھ رہے ہوں یا اللہ ہم کو دیکھ رہا ہو۔ ظاہر ہے ہم اللہ کو نہیں دیکھ رہے اور اللہ بھی ہمیں نہیں دیکھتا کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ

ان الله لا ينظر الى صوركم ولا ينظر الى اعمالكم ولكن ينظر الى قلوبكم ونياتكم (بحوالہ نور الہدیٰ صفحہ 60)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے وہ تو تمہارے قلوب اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔“ بے شک ہمارے اعمال صالح ہیں۔ لیکن جس قلب پر اللہ کی نظر پڑتی ہے وہ تو سیاہ ہے

لوگوں نے دیکھا نمازی ہے لیکن اللہ نے قلب سیاہ کی وجہ سے نہیں دیکھا تو یہ نماز دکھاوا بن گئی جس کیلئے حکم الہی ہے کہ

ترجمہ:۔ ان نمازیوں کیلئے تباہی ہے جو نماز حقیقت سے بے خبر ہیں اور ان کی نماز دکھاوا ہے (سورۃ الماعون آیت 4-5-6)

زبان کا تصرف عالم ناسوت میں ہے۔ بی بی سی لندن سے آواز پاکستان بلکہ اس سے بھی دور پہنچی ہے زیادہ زبانی عبادت سے زبان میں شیرینی اور اثر آ جاتا ہے۔ اس کی تقریروں اور وعظوں پر دنیا عیش عیش کرتی ہے۔ بہت زیادہ عبادت اور ورد و وظائف سے ایک قسم کی ولایت مل جاتی ہے جس کا تعلق مخلوق اور اس کے درمیان ہوتا ہے۔ لیکن مرنے کے بعد یہ ولایت مخلوق میں ہی رہ جاتی ہے اور وہ خالی ہاتھ جاتا ہے۔ قلب کا تعلق عرش معلیٰ سے ہے۔ جب یہ یہاں گونجتا ہے تو اس کی آواز عرش معلیٰ میں پہنچتی ہے قلب کی زیادہ عبادت سے قلب میں نرمی اور شیرینی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ عیش عیش کرتا ہے۔ قلب کی

دائمی عبادت سے دوسری قسم کے ولایت بھی مل جاتی ہے جس کا تعلق خالق اور اس کے درمیان ہوتا ہے اور مرنے کے بعد یہ ولایت ساتھ جاتی ہے اور وہی قلب اس نماز کو عرش تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ اور وہی نماز پھر مومن کی معراج ہے۔ ایسی نماز اگر پورے دن میں دو رکعت بھی میسر آ جائے تو پھر بھی بخشش کی امید ہے۔ نماز صورت دن رات پڑھتا رہے تب بھی رب سے دور ہی ہے۔ مجدد الف ثانی فرماتے ہیں (نماز حقیقت خاصان خدا کیلئے ہے۔ عام کو بھی اس کے حصول کی کوشش کرنا چاہیے کیوں نہ چین تک جانا پڑے)۔ تبھی تو حدیث میں ہے کہ ”دل کی حضوری کے بغیر نماز قابل قبول نہیں۔“

تشریح:- لطیفہ قلب بذات خود عرش معلیٰ پر حاضر ہوتا ہے یا لطیفہ قلب کی آواز عرش معلیٰ پر حاضر ہوتی ہے اور نمازی زمین پر رکوع و سجود میں! جیسا کہ معراج میں جب حضور پاک ﷺ حضرت موسیٰ کی قبر سے گزرے تو موسیٰ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اور آپ ﷺ جب فوراً عرش پر پہنچے تو دیکھا کہ موسیٰ وہاں بھی نماز پڑھ رہے ہیں۔

روحانیت سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے چند نادرونا یا ب تحفے

حضرت قبلہ سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی مدظلہ العالی کے روحانی قلم کے شاہکار جن میں معرفت الہی اور عشق رسول ﷺ کے نور کی کرنیں چھائی ہوئی ہیں۔

مینارہ نور: جس میں حضرت صاحب نے فقیری ہر شد کامل اور ذکر کے بارے میں تفصیل سے لکھا ہے۔

روحانی سفر: اس کتاب میں حضرت شاہ صاحب کی آپ بیتی ہے۔

تریاق قلب: اس کتاب میں حضرت صاحب کے صوفیانہ اشعار پر مبنی ایک مجموعہ ہے۔